ماہِ رضاؑ

دیکھیے، ہم نے تقویٰ کی پرتکلف مہماں نواز ٹریننگ میں کامیابی کا میٹھا جشن منا لیا۔ ابھی اس کی میٹھی خوشیوں کا مزا زبان سے گیا نہ ہوگا، گلے سے نیچے اترا نہ ہوگا، گلے میں یوں بھی عام پر تپاک گلے ملنے کی گرم جوشی کی لذت کوئی پھیکی نہ پڑی ہوگی۔ اور تو اور، ہمارے کپڑوں کا نیا پن اور فطری چمک دمک (Sheen) ہلکی نہ ہوئی ہوگی۔ مبارک رہے یہ تقوی اور تقوی کی گرما گرم تیوہاری۔ مقطع میں یہاں ایک سخن گسترانہ بات آ گئی ہے۔ (خدا بخشے، حق مغفرت کرے، بہت سی خوبیوں والے ہمارے مرزا نوشہ چچا میاں غالبؔ کو بھی مقطع میں سخن گسترانہ بات کا سامنا ہو جایا کرتا تھا۔ مقطع میں ناسخؔ کی تقلید میں بڑے ہی طمطراق سے کہہ جاتے ؎

آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میرؔ نہیں

یہ میر تقی میرؔ کی بات ہماری بھی دل لگتی بات ہے۔ ہمیں کیا، میرؔ کی بات کس کے دل کو نہیں لگتی، وہ کوئی بے بہرہ ہی نہیں، بے درد بھی ہوگا جسے میرؔ کی بات نہ لگے۔) بات یہ ہے کہ کیا خالی خولی تقویٰ کسی کام کا ہو سکتا ہے۔ تقوی اپنے ظاہر و باطن سے چاہے جتنے اونچے کلاس کا ہو جائے، ہم اپنی جگہ خدا کو مان کر جتنا بھی اس سے ڈریں، دبیں اپنی زندگی میں جتنا بھی پھونک پھونک کر قدم اٹھائیں، یہ ہمارا ہر قدم چاہے جتنا ہی خلوص، بے ریائی اور پاکبازی کا ہو، پھر بھی یہ سب تو ایک طرفہ اقدام ہی لگتا ہے۔ جب تک دوسری طرف سے ہماری یہ محتاط چال قبول نہ ہو، کیا تقویٰ بے معنی ہو کر نہ رہ جائے گا۔ جب تک تقوی کو رضا کی سند نہ ملے، تقوی کھوکھلا ہی تو رہے گا۔ ایسے میں ہم تو کہیں کے نہ رہیں گے ؎

''نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم''

ہو سکتا ہے یہ تقوی ہمیں واصل جہنم ہونے سے بچالے، مگر ہمارا اُدّھار تو تبھی ہے جب رضا مل جائے۔ نہیں تو ہماری ہار ہی ہار ہے۔ اصل میں اس کی رضا ہی سب کچھ ہے۔ سارے کاموں میں قربت کی نیت اسی رضا کو پانے کی خاطر ہی تو ہے۔ اپنے رائج الوقت مہینوں کے نامی نظام سے بھی ہم کچھ ایسے ہی ایما نکال سکتے ہیں۔ 'رمضان' اگر تقویٰ کی ٹرینگ کا مہینہ ہے، تو شوال اس میں کامیابی کے جشن کا مہینہ ہے تو اس کے بعد ہی ذیقعدہ کا مہینہ آجاتا ہے۔ اسے ہم 'ماہ رضا' کیوں نہ سمجھیں جب روایتوں کے مطابق اس کی رضا کے ایک جلیل القدر مظہر کی

ولادت اورشہادت دونوں اسی مہینہ میں پڑتی ہیں۔ ہمارے آٹھویں حقیقی رہبر، سچ کے اگوا کی زندگی میں کچھ اتنی جلالت وشان سے اجاگر ہوتی ہے کہ آپ رضا نام سے مشہور ہوئے، عام، خاص، دوست، دشمن سب کی زبان پر یہی نام آتا ہے، یہی نام آپ کی پہچان بنتا ہے۔ لیکن عجیب ستم ظریفی ہے، آپ ولی عہد بنا دیئے جاتے ہیں یعنی تاریخ کے فوکس میں آجاتے ہیں، پھر بھی آپ کی پراسرار شہادت کی تاریخ اورسَن تک تاریخ سے طے کرتے نہیں بنتا۔ پتہ نہیں وہ کون سی اونگھ میں پڑ گئی کہ کھلی آنکھوں آپ کی پراہتمام تدفین کا منظر دیکھتی ہے، لیکن دن، مہینہ تاریخ بھول جاتی ہے یا وفات (شہادت) کے پوشیدہ راز کی طرح بھلا دیئے جاتے ہیں؟ لیکن امام نے اپنی جان کی قربانی دے کر سامراج کے بڑے سوچے سمجھے ستمگرانہ منصوبہ پر پانی پھیر دیا۔ کربلا کی مار کھائے ہوئے سامراج نے، آپؑ کی بھرپور مخالفت کے باوجود، اپنی بڑی بڑی امیدیں رکھ کر آپ پر ولی عہدی کی بے ہنگم قبا منڈھی تھی۔ سامراج کربلا کے اس وارث کو گھیر کر راج محل/سامراج بھون تک لے آیا تھا کہ ان کے سلسلہ خاندان کی راج، سامراج سے مستقل و مستقیم دوری پر بٹہ لگا، دھبا جما دے اور عوامی ذہن کو بوکھلا دے، دنیا انہیں بھی حکومت کا طلبگار 'سامراجی کیڑا' سمجھنے لگے۔ اسی میں سامراج اپنی دائمی کامیابی سمجھ رہا تھا۔ لیکن امام کے بروقت برجستہ اقدام نے بڑے سکون ووقار کے ساتھ دائمی کامیابی، جو مومنوں ہی کا مقدر ہوتی ہے، اپنے بلکہ اپنے سلسلہ کے نام کر لی۔ جان لیوا ضرب کی زد پر 'فُزْتُ بِرَبِ الْکَعْبَہ' کے معنی خیز اعلان کے وارث سے یہی امید تھی۔ اس کے علاوہ 'رضا' سے اور کیا توقع ہو سکتی تھی۔

(م۔ر۔عابد)